OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:3, Issue: 1, Jan-June 2018
DOI: 10.12816/0048272, PP: 1-16

تشبہ کی حقیقت، اقسام اور احکام کا فقہاء کی آراء کی روشنی میں تحلیلی مطالعہ

Analytical Study of the Viewpoints of the Jurists about the Rulings of Imitation and its Types

Allah Ditta
Ph.D. Scholar Department of Islamic Studies,
Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan

Dr. Asmatullah
Faculty of Law and Sharia,
International Islamic University, Islamabad, Pakistan

Version of Record
Online / Print
30-June-2018

Accepted
18-June-2018

Received
28-February-2018

Scan for Download

Abstract

Today, majority of the Muslims' lives have turned out to be colored with a similar shade of the western civilization in every sphere of life. We watch that the matter of imitation achieved its most exceedingly awful pinnacle. In this era of ecstasy, the imitation of infidels and penitence of the Sunnah is growing rapidly due to the fact that Muslims have made it their habit. A particular group considers it enlightenment and ideological freedom and feels ashamed to follow Islam and Sunnah. The main reason for this attitude is that Muslims are unaware of the disadvantages of the imitation of infidels. In this article, the nuisances and flaws of imitation have been discussed, so that the Muslims could know about its imperfections and follow the Qur'ān and Sunnah.

***Keywords**: Imitation, infidels, Muslims, Qur'ān, sunnah, jurists*

تمہید:

عصرِ حاضر میں سنت سے روگردانی اور تشبہ بالکفار کا رجحان تیزی سے بڑھتا جارہا ہے۔ ایک خاص طبقہ اس کو روشن خیالی اور نظریاتی آزادی کا نام دیتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں مسلمان تشبہ بالکفار کی مضرت سے بے خبر ہیں۔ اس کے بر عکس کفار مسلسل اسلامی طریقوں کے خلاف منافرت پھیلارہے ہیں اور اسلامی اقدار وروایات کے منافی طریقوں اور عادات کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمان اپنی کمزوریوں اور مغرب کی فکری قیادت کی وجہ سے فوراً اسے اپنا لیتے ہیں۔

چوں کہ مسلمان موجودہ دور میں مغلوب اور یورپ فکری لحاظ سے غالب ہے اور کسی بھی غالب فکر کی طرف لوگوں کا رجحان ایک فطری امر ہے چنانچہ مسلمانوں کی اکثریت کفار کی نقالی میں مبتلا ہے۔ اس نقالی کی وجہ سے ایک طرف تو اسلامی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے جب کہ دوسری جانب آنحضرت ﷺ کی سنتوں سے انحراف میں اضافہ ہو رہا ہے اور ارشادِ ربانی "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[1] (بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ

CC BY

ہے) کا تقاضہ عملی طور پر پورا نہیں ہو رہا جو یقیناً لمحہٴ فکریہ ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں تشبہ بالکفار کے نقصانات کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ان کے مفاسد و خرابیوں کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ اگر مرض سے متعلق آگہی حاصل ہو جائے تو علاج بھی کیا جا سکتا ہے اور پرہیز اختیار کر کے بچا بھی جا سکتا ہے اور جب اس مرض سے اجتناب و اعراض ہو گا تو لازمی طور پر سنت کی طرف رجوع ہو گا اور یہی شریعت کا مطلوب و مقصود ہے۔

تشبہ کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

تشبہ کا لغوی مفہوم:

ابن منظور افریقی نے شبہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں: الشِّبْهُ والشَّبَهُ والشَّبِيهُ جسے آپ مصادر بھی کہہ سکتے ہیں، اس کی جمع أَشْباهٌ ہے، اور ان تینوں کا معنی "مثل" بیان کیا ہے۔ جب ایک شے دوسری شے کے مماثل ہو اس وقت اہل عرب "وأَشْبَه الشيءُ الشيءَ" کہتے ہیں۔[2]

اسی طرح "تاج العروس" میں اس کا معنی "مثل" بیان کیا گیا ہے۔[3]

کتاب التعریفات کے مطابق کسی شے کی کسی دوسری شے کے ساتھ معنی میں مشترکہ امر پر دلالت کرنا تشبیہ کہلاتا ہے پہلی کو مشبہ (بالکسر) اور دوسری کو مشبہ بہ (بالفتح) کہتے ہیں، اس کے لیے آلہٴ تشبیہ، اس کی غرض و غایت اور تشبیہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے، یہ معنی جو بیان کیا گیا یہ اہل لغت کے نزدیک تھا۔ اصطلاح میں دو چیزوں کا کسی وصف میں یا کسی شے کے اوصاف میں مشترک ہونا تشبیہ کہلاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید میں شیر کی طرح بہادری پائی جاتی ہے یہاں وصف بہادری کا اشتراک ہے شیر کے ساتھ اور اسی طرح روشنی کا ہونا سورج میں، اس کو علماء بیان تشبیہ مفرد کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ تعالی نے زمین کو پہنچنے والی بارش کے مثل مجھے ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا ہے۔"[4]

سرکار ﷺ نے یہاں پر علم کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے، اس کو تشبیہ مرکب یا تشبیہ مجتمع بھی کہتے ہیں جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"میری مثال اور سابقہ انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص نے گھر بنایا بہت خوبصورت حسین و جمیل اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی"[5]

اس کو تشبیہ جمع بالجمع کہتے ہیں یہاں پر وجہ شبہ عقلی ہے جو چند امور سے منتزع ہو رہی ہے پس یہاں نبوت کو گھر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔[6]

اساس البلاغہ میں اس کے معنی مماثلت کے بیان کیے گئے ہیں۔[7]

امام راغب اصفہانی نے بھی شبہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ الشِّبْهُ والشَّبَهُ والشَّبِيهُ کے اصل معنی مماثلت بلحاظ کیف کے ہیں مثلاً لون اور طعم میں باہم مماثل ہونا یا عدل اور ظلم میں۔[8]

خلاصہٴ کلام یہ ہے کہ تشبہ عربی زبان کا لفظ ہے جو شبہ سے نکلا ہے اور اس کا مطلب مشابہ ہونا، ہم شکل ہونا، مثل ہونا، مانند ہونا، باہم مختلط ہونا، ہم وصف ہونا، مشابہت ہونا، مماثلت ہونا یا نقل کرنا کے ہیں۔ یعنی کوئی ایسی شے کہ جو دوسری

شے کی طرح ہو تو کہیں گے کہ یہ شے اس جیسی ہے یا اس سے تشبہ رکھتی ہے مماثلت کا یہ عمل تشبہ کہلاتا ہے۔

تشبہ کا اصطلاحی مفہوم:

فقہاء نے تشبہ کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں، چند تعریفات درج ذیل ہیں:

حرام تشبہ بالکفار کسی مسلمان کا کسی کافر قوم کے ساتھ شرعاً یا عرفاً مذموم ناپسندیدہ اشیاء میں مشابہت اختیار کرنا ہے نیز ان چیزوں میں کہ جن میں کفار کے ساتھ مشابہت کا قصد بدلالت حال کیا جاتا ہے۔[9]

کسی نفع وغیرہ سے بے پرواہ ہو کر محض اس لیے کہ کسی کی ادا بھا جائے اور زبردستی اس کی ریس میں اسی ادا کو اختیار کرنا۔[10]

دو چیزوں کا حسی یا معنوی لحاظ سے اس قدر مماثل ہونا کہ ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو سکیں۔[11]

غیر مسلم کی ہر وہ چیز جو ان کے لیے اس طرح خاص ہو کہ اگر مسلم اسے استعمال کرے تو اس پر غیر مسلم ہونے کا دھوکا ہو۔[12]

انسانی افعال کی اقسام:

قبل اس کے کہ تشبہ کی اقسام اور اس کے حکم پر بحث شروع کی جائے انسانی افعال کی اقسام کو جان لینا چاہیئے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس قسم کے افعال پر تشبہ کا اطلاق ہوتا ہے اور کس قسم کے افعال جواز کے دائرے میں آتے ہیں۔

امام شافعی، احمد بن حنبل، ابن مہدی، ابن المدینی، ابو داؤد، دارقطنی اور دیگر کئی ائمہ کے نزدیک آدمی کے افعال تین اقسام میں منقسم ہیں؛ قلبی، لسانی اور افعال جوارح[13] لیکن چونکہ تشبہ کے ضمن میں بالخصوص افعال جوارح کا ذکر کیا جاتا ہے اس لیے یہاں ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ افعال جوارح یا ظاہری انسانی افعال کی بنیادی طور پر تین بڑی اقسام ہیں:

۱۔ افعال طبعیہ یا فطری یا قدرتی افعال

۲۔ افعال عادیہ

۳۔ افعال اختیاریہ

۱۔ افعال طبعیہ

اس قسم میں ایسے افعال آتے ہیں جو کہ خالصتاً تقاضائے بشری کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ان افعال کو ادا کرنے میں وہ فرد اپنے جبلی اور فطری تقاضوں کے تحت مجبور محض ہے کیونکہ یہ فطری تقاضے یا ضرورت خود اس شخص کو ان افعال کے بجا لانے پر آمادہ کر دیتے ہیں اور کوئی بھی فرد نہ تو ان سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان سے کلی طور پر اپنا دامن بچا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سر کو جنبش دینا، ہاتھ ہلانا، پلکیں جھپکانا وغیرہ یونہی مطلقا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، ستر کو ڈھانکنا اور جنسی ضروریات وغیرہ بھی اسی قسم میں داخل ہیں۔

۲۔ افعال عادیہ

اس قسم میں ایسے انسانی افعال آتے ہیں کہ جنہیں ایک انسان ایک خاص انفرادی کیفیت کے ساتھ انجام دیتا ہے جیسے کہ کھانے، پینے، سونے، جاگنے، بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی عادات وغیرہ۔

۳۔ افعال اختیاریہ

اس قسم میں ایسے انسانی افعال آتے ہیں کہ جن کو ایک فرد اپنی مرضی سے اختیار کرتا ہے یعنی انسان اگر چاہے تو ان افعال کو ادا کرے اور چاہے تو ادا نہ کرے، مثال کے طور پر نکاح کرنا اور روزی کمانے کے ذرائع اختیار کرنا وغیرہ۔

افعالِ انسانی کا حکم:

انسانی افعال کی درج بالا تین اقسام میں سے پہلی قسم پر تشبہ کا اطلاق بھی نہیں ہوتا اور ان افعال کو صرف اس لیے ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا کہ کفار سے تشبہ منع ہے اور وہ بھی یہ افعال کرتے ہیں اس لیے ایک مسلمان یہ سب نہیں کر سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ افعال تشبہ کے دائرے سے خارج ہیں۔ چنانچہ بحر الرائق میں علامہ زین الدین بن ابراہیم[14] نقل کرتے ہیں:

"ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ التَّشْبِيهَ بِأَهْلِ الْكِتَابِ لَا يُكْرَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَإِنَّا نَأْكُلُ وَنَشْرَبُ كَمَا يَفْعَلُونَ إِنَّمَا الْحَرَامُ هُوَ التَّشَبُّهُ فِيمَا كَانَ مَذْمُومًا وَفِيمَا يُقْصَدُ بِهِ التَّشْبِيهُ كَذَا ذَكَرَهُ قَاضِي خَانْ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ فَعَلَى هَذَا لَوْ لَمْ يَقْصِدْ التَّشَبُّهَ لَا يُكْرَهُ عِنْدَهُمَا"[15]

"پھر یہ جان لو کہ کتابیوں کے ساتھ ہر چیز میں مشابہت مکروہ نہیں ہے۔ دیکھو ہم کھاتے پیتے ہیں اور وہ بھی یہ کام کرتے ہیں۔ حرام تشبہ وہ ہے جو مذموم ہے اور جس میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے جیسا کہ قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں اس کو ذکر کیا ہے تو اس بنا پر اگر آدمی نے تشبہ کا ارادہ نہیں کیا تو طرفین کے نزدیک مکروہ نہیں ہوگا"

امام شافعی فرماتے ہیں:

"مَا نُهِينَا عَنْ التَّشَبُّهِ بِهِمْ فِي كُلِّ شَيْءٍ فَإِنَّا نَأْكُلُ كَمَا يَأْكُلُونَ"[16]

"ہمیں ہر کام میں ان کی مشابہت سے نہیں روکا گیا اس لیے کہ جیسے وہ کھاتے ہیں ویسے ہی ہم بھی تو کھاتے ہیں"

اسی طرح شکل و صورت میں شباہت انسانی دائرہ کار سے باہر ہونے کی وجہ سے مذموم نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں (دوزخ میں) لحہ بن عمرو کو بھی دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا اور میں نے اس کے سب سے زیادہ مشابہہ معبد بن اکثم کعبی کو دیکھا ہے۔ اس پر معبد کہنے لگے یا رسول اللہ! ﷺ اس کی مشابہت سے مجھے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ تو نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا أَنْتَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْعَرَبَ عَلَى الْأَصْنَامِ"[17]

"نہیں تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اہل عرب کو بت پرستی پر جمع کیا تھا"

ایک دوسری طویل حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا باقی رہا مسیح ضلالت تو وہ ایک آنکھ سے کانا، کشادہ پیشانی اور چوڑے سینے والا ہوگا اس کے جسم میں ایک کندھے کا جھکاؤ سینہ کی طرف ہوگا اور وہ قطن بن عبد العزی کے مشابہہ ہوگا۔ یہ سن کر قطن کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے مشابہت میرے لئے نقصان دہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا أَنْتَ امْرُؤٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ امْرُؤٌ كَافِرٌ"[18]

"نہیں تم ایک مسلمان آدمی ہو اور وہ کافر ہوگا"

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ اس طرح کے معاملات میں مشابہت کوئی معنی نہیں رکھتی اور نہ ہی ان پر مشابہت کا

اطلاق ہوتا ہے۔

افعال عادیہ اگرچہ افعالِ طبعیہ میں داخل ہیں لیکن یہ ان سے اس لیے مختلف ہیں کہ ان کو ایک بندہ مومن ایک خاص انفرادی کیفیت سے ادا کرتا ہے اس لیے کہ کھانا ہر فرد کی بنیادی ضرورت میں داخل ہے اور کوئی بھی فرد اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، کھانا کھانے پر تو تشبہ کا اطلاق نہیں ہو گا لیکن اس کے کھانا کھانے کی اشیاء پر، طرز نشست پر، انداز پر اور اس کی پسند و ناپسند پر ضرور بالضرور تشبہ کا اطلاق ہو گا اس لیے ایک بندہ مومن کو لباس، وضع قطع اور عادات وغیرہ میں تشبہ بالکفار سے بچنا ضروری ہے۔

رہی بات افعالِ اختیاریہ کی تو اس قسم پر بھی تشبہ کا اطلاق ہوتا ہے اور ایک فرد مسلم کو ان افعال میں بھی کفار کی پیروی و مماثلت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ انسانی افعال کی پہلی قسم پر تشبہ کا اطلاق نہیں ہوتا اس لیے انہیں تشبہ کے دائرے میں داخل نہیں کیا جا سکتا جبکہ دوسری اور تیسری قسم تشبہ بالکفار کے دائرے میں شامل ہے اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔

تشبہ کی اقسام

اللہ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"[19]

"جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہو گا"

اس حدیث پاک سے جہاں کفار کی مشابہت کی مذمت معلوم ہو رہی ہے وہیں یہ حدیث نیکوکاروں کی مشابہت اختیار کرنے پر آخرت میں اچھے اجر کی بشارت بھی دے رہی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ تشبہ، مماثلت یا مشابہت اچھی بھی ہے اور بری بھی۔ اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"تشبہ مطلق ہے جو اخلاق، اعمال اور لباس کو شامل ہے۔ خواہ اچھے لوگوں سے ہو یا برے لوگوں سے، اگر اخلاق و اعمال میں مشابہت ہو تو اس کا حکم ظاہر و باطن کو شامل ہے اور اگر لباس میں ہو تو حکم ظاہر کے ساتھ مخصوص ہو گا۔ عرف عام میں اس کا مطلب لباس میں مشابہت لیا جاتا ہے اس لیے اس حدیث کو کتاب اللباس میں لائے ہیں۔"[20]

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں ہے بلکہ اس کا محمل یہ ہے کہ جو وصف کسی قوم کی بد عقیدگی پر مبنی ہو اس میں اگر مشابہت کی جائے تو اس کا شمار بھی اسی بد عقیدہ قوم سے ہو گا مثلاً گلے میں رسی کا پھندہ بنا کر ڈالنا یہ عیسائیوں کی اس بد عقیدگی پر مبنی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور کسی چیز میں کفار کی مشابہت اس کو واجب نہیں کرتی کہ اس کا شمار بھی ان کفار میں سے ہو گا۔"[21]

مولانا شمس الدین احمد جعفری رضوی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ حدیث ایک اصل کلی ہے کہ لباس اور عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار اور فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہل صلاح و تقوی کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انہی کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں کفار و فساق سے

مشابہت کا ادنی مرتبہ کراہت ہے۔ مسلمان خود کو کافروں اور فاسقوں سے ممتاز رکھے تاکہ پہچانا جاسکے اور اس پر غیر مسلم ہونے کا شبہ نہ ہو۔"[22]

علامہ محمد نواب قطب الدین خان دہلوی[23] اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس قوم و جماعت کی مشابہت اختیار کرے گا اس کو اسی قوم و جماعت جیسی خیر و معصیت ملے گی مثلاً اگر کوئی شخص اپنے لباس واطوار وغیرہ کے ذریعہ کسی غیر مسلم قوم یا فساق و فجار کی مشابہت اختیار کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں وہی گناہ لکھے جائیں گے جو اس غیر مسلم قوم کے لوگوں یا فساق و فجار کو ملتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے آپ کو علماء و مشائخ اور اولیاء اللہ کے نمونے پر ڈھالے گا کہ انہی جیسا لباس پہنے گا، ان کے اطوار اختیار کرے گا اور انہی جیسے اعمال کرے گا تو وہ بھلائی و سعادت کے اعتبار سے انہی کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ اس ارشاد گرامی کے الفاظ بہت جامع وہمہ گیر ہیں جن کے دائرے میں بہت سی باتیں اور چیزیں آجاتی ہیں یعنی مشابہت کا مفہوم عمومیت کا حامل ہے کہ مشابہت خواہ اخلاق واطوار، افعال و کردار، لباس و طرز رہائش میں ہو یا کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، رہنے سہنے اور بولنے چالنے میں ہو سب کا یہی حکم ہے۔"[24]

اس لحاظ سے تشبہ کی دو اقسام ہیں:

ا۔ تشبہ محمود

۲۔ تشبہ مذموم

تشبہ محمود کو آسانی کے پیش نظر درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا۔ تشبہ محمود فرض ہو:

اس کی مثال رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہے۔ ان معاملات میں جن کی پیروی ہمارے لئے ضروری ہے جیسے نماز پڑھنے میں آپ ﷺ کی نقل کرنا اور حج اور روزوں وغیرہ کے معاملات میں آپ ﷺ کی پیروی کرنا۔ یہ معاملات ایسے ہیں کہ جن پر عمل کئے بغیر اللہ رب العزت کی رضا کا حصول ممکن نہیں اور اسی بات کا حکم خود اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:-

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَة حَسَنَة لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا"[25]

"تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو"

۲۔ تشبہ محمود واجب ہو:

مثلاً وہ افعال کہ جن کو اللہ کے نبی ﷺ بنیت عبادت سرانجام دیتے تھے اور ان پر آپؐ نے نا صرف مداومت فرمائی بلکہ امت کو بھی ان کاموں کے بجالانے کی تلقین کی اور یا پھر ان کے چھوڑ دینے پر آپؐ نے سخت وعید یا تہدید فرمائی مثلاً با جماعت نماز کا اہتمام کرنا، داڑھی رکھنا، وتر پڑھنا، صدقۂ فطر ادا کرنا، قربانی کرنا، عیدین کی نماز ادا کرنا اور سجدہ تلاوت وغیرہ۔

۳۔تشبہ محمود سنت ہو:

اس کی مثال یہ ہے کہ جن کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہمارے لئے فرض قرار نہیں دی گئی ان کاموں میں بھی آپؐ کی نقل کرنا جیسے خوراک، لباس واطوار، رہن سہن، معاشرت اور معاملات وغیرہ۔ اگرچہ یہ کام رسول اللہ ﷺ بنیت عبادت نہیں بلکہ بطور عادت کے سرانجام دیتے تھے لیکن امت کو ان کاموں میں بھی آپؐ کی پیروی کرنے پر عظیم ثواب کی بشارت ہے جیساکہ حدیث پاک ہے: "مِنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِی عَنْدَ فَسَادِ اُمَّتِی فَلَهُ اَجْرُ مِائَة شَهِیْدٍ"[26]

"فسادِ امت کے وقت جو میری ایک سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"

۴۔تشبہ محمود مستحب ہو:

عادات ومعاملات میں صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین رحمھم اللہ کے طریقے پر عمل کرنا بھی پسندیدہ، محموداور مستحب ہے۔ جیساکہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سرکار ﷺ ارشادفرماتے ہیں:-

"خیر شبابکم من تشبه بکهولکم، وشر کهولکم من تشبه بشبابکم"[27]

"تمہارے جوانوں میں سے سب سے بہتر جوان وہ ہے جو بزرگوں کی مشابہت اختیار کرے اور تمہارے بوڑھوں میں سے سب سے بدترین بوڑھا وہ ہے جو جوانوں کی مشابہت اختیار کرے"

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

"ہر جگہ کے اہل دین اور ثقہ لوگوں کا جو لباس ہو اس کی اتباع زیادہ بہتر اور مستحب ہے۔"[28]

مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری فرماتے ہیں:

"دیندار مسلمان جس لباس کو اختیار کریں اسے اختیار کیا جائے اور جس لباس سے دیندار مسلمان اور علماء احتراز کریں اس سے بچا جائے۔"[29]

بلکہ یہ لوگ تو ایسے مقبولان بارگاہ خداوندی ہیں کہ ان کی مشابہت میں تو فوائد ہی فوائد ہیں جو شخص ان کے پاس لمحہ بھر کے لیے بیٹھ جائے اللہ رب العزت اسے بھی برکات سے محروم نہیں رہنے دیتا۔ جیساکہ حدیث قدسی ہے:

"قَالَ هُمْ الْجُلَسَاء لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ"[30]

"اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا"

بلکہ یہ لوگ تو اللہ رب العزت کو اتنے پیارے ہیں کہ اگر کوئی دل سے ان کی پیروی نہیں کرنا چاہتا اور ایمان نہ ہونے کے باوجود صرف ظاہر میں ان جیسی صورت بنالیتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کو دنیوی مصیبتوں سے بچانے میں نافع ہو سکتا ہے جیسا کہ ایک حکایت ہے کہ غرق فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعونیوں کا بہروپیا بچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی ﷻ میں عرض کی۔ مولا یہ کیوں بچ گیا فرمایا اس نے تمہارا روپ بھرا ہوا تھا۔ ہم محبوب کی صورت والے کو بھی عذاب نہیں دیتے۔[31]

جب کہ ایک حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

"یہ اس لئے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاری جو تمہاری مشابہت کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح حضرت محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان نہیں لائے وہ یہ جان لیں کہ اللہ ﷻ کا فضل حاصل نہ کر سکیں گے۔"[32]

توجب ایک کافران صریح احکامات کے ہوتے ہوئے اپنے کفر کے باوجود دنیوی عذاب سے بچ سکتا ہے تو ایک مسلمان جو کہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہے اور دل سے اپنے پیارے نبی ﷺ کی اور ان کے اصحاب کی اور سلف صالحین کی پیروی کرے گا تو وہ کیسے دینی اور دنیوی برکات سے محروم رہ سکتا ہے۔

تشبہ مذموم:

تشبہ مذموم وہی ہے کہ جو کفار، فساق، فجار، بدعتی، ملحدین، شیطان، گمراہ فرقوں یا جانوروں کے ساتھ کیا جائے اسی طرح عورتوں کی مردوں کے ساتھ یا مردوں کی عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی مذموم ہے۔ تشبہ مذموم کو حکم کی نوعیت کے اعتبار سے درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ امام ابن صلاح[33] لکھتے ہیں:

"والتشبه بالكفار قد يكون مَكْرُوها وَقد يكون حَرَامًا وَذَلِكَ على حسب الْفُحْش فِيهِ قلَّة وَكَثْرَة وَالله أعلم"[34]

" کفار سے مشابہت کبھی کبھی مکروہ ہوتی ہے اور کبھی حرام ہوتی ہے اور یہ اس کے اندر فحش کی قلت اور کثرت کے اعتبار سے ہوتا ہے"

اس لحاظ سے تشبہ کی اقسام درج ذیل ہیں:

۱۔ تشبہ بالکفار کفر

۲۔ تشبہ بالکفار حرام

۳۔ تشبہ بالکفار مکروہ و ناجائز

۴۔ تشبہ بالکفار مکروہ و ناپسندیدہ

۵۔ تشبہ بالکفار مباح

۱۔ تشبہ بالکفار کفر:

کفار کے ساتھ دینی معاملات میں یا عقائد یا ضروریات دین وغیرہ کی مشابہت انسان کو کفر کے گہرے گڑھے میں گرا سکتی ہے اس کی مثال یوں ہے جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحَف شریف (یعنی قرآنِ پاک) یا کعبہ معظّمہ کی توہین اور کسی سنّت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زُنّار باندھنا، سر پر چُٹیا رکھنا، قَشقہ (یعنی ہندوؤں کی طرح پیشانی پر مخصوص قسم کا ٹیکا) لگانا۔ ایسے افعال کے مُرتکب کو فُقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مُرتکِب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نِکاح کا حکم دیا جائے گا۔[35] جو مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی پہنے یا زُنّار باندھے بلکہ کوئی اپنی کمر میں یوں ہی رسّی باندھ کر کہے کہ یہ زنّار ہے، اس کے یہ اَفعال کفر ہیں۔[36] جس نے سر پر مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی رکھ کر کہا: "دل سیدھا ہونا چاہیئے" یہ قول کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے ظاہرِ شریعت کا انکار کیا۔[37]

اسی طرح علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالمِ علمِ دین ہے کفر ہے۔ یونہی عالمِ دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزاء دریافت کریں پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں

اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔[38] اس لیے کہ یہ شخص وارثان انبیاء اور وارثان محراب و منبر جو کہ دین کی ترویج واشاعت اور اس کے فہم کے لیے بنیادی رہنما ہیں وہ ان کی توہین کی نیت سے ان کی مشابہت اختیار کر رہا ہے جب کہ علماء کی عزت اور ادب واحترام امت پر واجب ہے۔اور ان کی تحقیر و توہین کفر ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔[39] جبکہ توہین بوجہ علم دین کرے وگرنہ اگر بسبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوف کفر ہے ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔[40]

حضرت سیّدُنا ابو محمد سَہل کافرمان عبرت نشان ہے:

خوف کااعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے بارے میں اللہ ﷻ کے علمِ ازلی کے تعلُّق سے ڈرتا رہے(کہ نہ جانے میرے بارے میں کیا طے ہے،آیا اچھا خاتِمہ یا کہ برا خاتمہ!) اور اِس بات سے بھی خوفزدہ رہے کہ کہیں کوئی کام خِلافِ سنّت (یعنی سنّت کو مٹانے والی بری بدعت کاارتکاب) نہ کر بیٹھے جس کی نحوست اسے کفر تک پہنچادے۔[41]

۲۔تشبہ بالکفار حرام:

دینی معاملات جیسے عبادات اور معاملات وغیرہ میں کفار کے ساتھ بالقصد مشابہت اختیار کرنا حرام ہے اور اگر ارادہ و نیت کے بغیر ہو تو حرام نہیں جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی[42] لکھتے ہیں:

"مرد را تشبہ بہ زناں وزن را تشبہ بہ مرداں و مسلم را تشبہ کفار و فساق حرام است"[43]

"مرد کو عورت کی مشابہت (لباس وغیرہ میں اختیار کرنا)اور عورت کو مردوں کی اور مسلم کو کفار اور فساق کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔"

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی نے تو تشبہ بالرجال یا تشبہ بالنساء کو بھی حرام قرار دیا ہے۔[44] مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری فرماتے ہیں:

"کافروں اور فاسقوں کے لباس کے ساتھ جس درجہ کی مشابہت ہوگی اسی درجہ ممانعت کا حکم عائد ہوگا جس لباس میں پوری مشابہت ہوگی وہ ناجائز اور حرام شمار ہوگا اور جس لباس میں تھوڑی مشابہت ہوگی وہ مکروہ شمار ہوگا۔"[45]

نوحہ یعنی میّت کے اوصاف(خوبیاں) مبالغہ کے ساتھ (خوب بڑھا چڑھا کر) بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین (بھی) کہتے ہیں بالِاجماع حرام ہے۔یونہی واویلا، وامصیبتاہ(یعنی ہائے مصیبت) کہہ کر چلانا، گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا،ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلِیّت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔میت پر آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں بلکہ حضورِ اقدس ﷺ نے (اپنے لختِ جگر) حضرتِ ابراہیم کی وفات پر بکا فرمایا،(یعنی آنسو بہائے)۔[46]

۳۔تشبہ بالکفار مکروہ و ناجائز:

کفار کے ساتھ دینی معاملات سے ہٹ کر لباس ،عادات اورمعاملات وغیرہ میں جو کہ کفار کا نہ تو شعار ہوں اور نہ وہ ان کو دینی لحاظ سے معظم و متبرک نہ سمجھتے ہوں تو ایسے معاملات میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔حضرت سیدنا مالک

بن دینار رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل نے اپنے ایک نبیؑ کی طرف وحی فرمائی اپنی قوم سے کہو کہ وہ نہ تو میرے دشمنوں کے ٹھکانوں میں داخل ہوا کرے نہ ہی میرے دشمنوں کا لباس پہنا کرے نہ میرے دشمنوں کی سواریوں پر سوار ہوا کرے اور نہ ہی میرے دشمنوں کے کھانے کھایا کرے کہ کہیں وہ لوگ ان کی طرح میرے دشمن نہ ہو جائیں۔"[47]

اسی سے متعلق مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری فرماتے ہیں:

"ایسا لباس جس میں کفار اور فساق سے تشبہ لازم آتا ہو مسلمان کے لیے پہننا مکروہ وممنوع ہے۔"[48]

کفار کے ساتھ تشبہ والا لباس پہننا تو ناجائز ہے ہی لیکن علماء نے تو سرے سے ایسا لباس تیار کرنا ہی مکروہ قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین[49] لکھتے ہیں:

"أَمَرَهُ إِنْسَانٌ أَنْ يَتَّخِذَ لَهُ خُفًّا عَلَى زِيِّ الْمَجُوسِ أَوْ الْفَسَقَةِ أَوْ خَيَّاطًا أَمَرَهُ أَنْ يَتَّخِذَ لَهُ ثَوْبًا عَلَى زِيِّ الْفُسَّاقِ يُكْرَهُ لَهُ أَنْ يَفْعَلَ لِأَنَّهُ سَبَبُ التَّشَبُّهِ بِالْمَجُوسِ وَالْفَسَقَةِ"[50]

"کسی موچی سے کسی نے فرمائش کی کہ تو مجھ کو ایسا موزہ بنادے جو مجوسیوں یا فاسقوں کے انداز پر ہو یا درزی سے کہا کہ تو مجھے اہل فسق کا لباس تیار کر دے تو ان پیشہ وروں کا ایسی چیز بنا کر دینا شرعاً مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں کفار اور فساق سے مشابہت ہوتی ہے"

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب تشبہ بالکفار کی نقصانات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے،اس دن اتفاق سے ہندوؤں کے تہوار کا وہ دن تھا جس میں یہ لوگ حیوانات وغیرہ کو رنگتے تھے، یہ بزرگ پان کھاتے ہوئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک گدھا نظر آیا جس کو رنگ نہیں کیا گیا تھا انہوں نے اس پر تھوک دیا اور مذاق میں فرمایا تجھے کسی نے نہیں رنگا لے میں نے تجھے رنگ دیا۔ان کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا کہ منہ میں ایک سانپ لگا ہوا ہے، اس شخص نے پوچھا حضرت کیا حال ہے؟ فرمایا سب حال اچھا ہے مگر ایک دن گدھے پر پیک ڈال دی تھی اس میں گرفتاری ہو گئی اور حکم ہوا کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ مشابہت کیوں کی تھی سو عذاب میں مبتلا ہوں اور اپنے کیئے کو بھگت رہا ہوں"[51]

مفتی محمود الحسن گنگوہی لکھتے ہیں:

"جو برتن یا کپڑا وغیرہ کسی غیر مسلم قوم کا مخصوص شعار ہو مسلمانوں کو اس سے حتی الوسع اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ کفار کے ساتھ تشبہ منع ہے۔"[52]

۴۔ تشبہ بالکفار مکروہ و ناپسندیدہ:

کفار کے ساتھ ایسی مشابہت جو کہ نہ تو دینی معاملات سے ہو اور نہ ہی کفار کا شعار ہو ایسی مشابہت ناجائز تو نہیں ہے لیکن ناپسندیدہ ضرور ہے مولانا رشید احمد گنگوہی اس تشبہ سے متعلق فرماتے ہیں:

"کانپور میں ایک نصرانی جو کسی اعلی عہدہ پر تھا مسلمان ہو گیا مگر مصلحتاً اس بات کو چھپائے ہوئے تھا،

اتفاق سے اس کا تبادلہ کسی دوسری جگہ کو ہوگیا۔ اس نے ان مولوی صاحب کو جن سے دین اسلام کی باتیں سیکھی تھیں اپنے تبادلہ سے مطلع کیا اور تمنا کی کہ کسی دیندار شخص کو مجھے دے دیں جس سے علم دین حاصل کرتا رہوں چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے ایک قابل شاگرد کو اس کے ساتھ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب یہ نصرانی بیمار ہوا تو اس نے مولوی صاحب کے شاگرد کو کچھ روپے دیے اور کہا کہ جب میں مر جاؤں اور عیسائی مجھے اپنے قبرستان میں دفن کرآئیں تو تم رات کو جا کر مجھے قبر سے نکالنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ چنانچہ اس نصرانی کی وفات کے بعد جب مولوی صاحب کے شاگرد نے حسب وصیت رات کو ان کی قبر کھولی تو دیکھا کہ اس میں وہ نصرانی تو ہے نہیں البتہ مولوی صاحب پڑے ہیں وہ سخت پریشان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے میرے استاد یہاں کیسے؟ آخر دریافت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب نصرانیوں کے طور طریقوں کو پسند کرتے اور اچھا جانتے تھے۔"[53]

۵۔ تشبہ بالکفار مباح:

کفار کے ساتھ جدید دنیوی معاملات میں جیسے کہ جدید سائنسی ایجادات موبائل فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، جنگی ساز و سامان اور علاج معالجے کی سہولیات وغیرہ میں تشبہ اختیار کرنا جائز ہے اور اگر یہ چیزیں مسلمانوں سے میسر ہوں تو مسلمانوں سے ہی لینا بہتر ہے۔

نتائج وسفارشات:

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبہ بالکفار کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں سے کچھ جائز ہیں اور کچھ ناجائز ہیں لیکن تشبہ بالکفار کی کوئی سی بھی شکل ہو وہ درست نہیں ہے اور اسے اپنانا قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف ہے صحابہ اور اسلاف اسے ناپسند کرتے تھے اور سنت کی تابعداری کو مقدم رکھتے تھے اسی لیے وہ دنیا کی زندگی میں بھی کامیاب و کامران تھے۔ آج مسلمان دنیاوی زندگی میں پستی کا شکار ہیں اس کی ایک وجہ سنت سے روگردانی بھی ہے۔ اگر آج ہم قرآن وسنت کا دامن تھام لیں گے تو دنیوی زندگی میں بھی کامیابی ہمارا مقدر ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"[54]

"نہ تم سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر تم مومن ہو"

اللہ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"دین غالب رہے گا جب تک لوگ جلدی افطار کرتے رہیں گے کیونکہ یہود اور عیسائی دیر سے افطار کرتے ہیں"[55]

یعنی سنت کو تھامے رہو گے اور تشبہ بالکفار کی بجائے اس کی مخالفت کرو گے تو کامیاب رہو گے۔

مسلمان تو ایک دن میں روزانہ پانچ مرتبہ صراط مستقیم پر چلنے کی، تشبہ بالکفار سے بچنے کی اور مغضوب علیھم و ضالین سے بچنے کی دعا کرتا ہے۔ شیاطین کے لشکروں کی تشبہ سے بندہ مومن راستہ بھول سکتا ہے لیکن قرآن وسنت کی پیروی سے بندہ مومن راہ ہدایت سے بھٹک نہیں سکتا۔ دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی بلکہ رب قدوس کی رضا تو فاتبعونی کے تحت ہی حاصل ہو سکتی ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تشبہ بالکفار سے بچ کر سنت کی پیروی کی جائے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی[56]

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات (References)

[1]۔ سورۃ الاحزاب، ۲۱۔
Surah Al Aḥzab, 21

[2]۔ افریقی، محمد بن مکرم بن علی ابن منظور، لسان العرب، مادہ ش ب ہ، دار صادر بیروت، طبع سوم ۱۴۱۴ھ، ۵۰۳: ۱۳۔
Ibn-e-Manzoor, Muḥammad bin Mukarram, Lisān al ʻArab, (Beirut: Dar Ṣadir, 1414, 2nd Edition), 13:503.

[3]۔ الزّبیدی، محمّد بن محمّد بن عبدالرزّاق الحسینی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایۃ، طندارد، ۴۱۱: ۳۶۔
Al Zubaydi, Muḥammad bin Muḥammad bin ʻAbdul Razzaq, Taj al ʻUroos min Jawahir al Qamuws, (Dār al Ḥidayah, Edition Unknown), 36:411.

[4] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مثل ما بعث بہ النبی ﷺ من الھدی والعلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، حدیث: ۲۶۸۹۔
Muslim,Imam Abu al Ḥusayn A'sakir al Din ibn Ḥajjaj, (Beurit: Dar Aihya' al Turath al A'rabiy), Ḥadith: 2689.

[5] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ، حدیث: ۳۵۳۵۔
Muḥammad bin Isma'il Bukhari, Ṣaḥiḥ Bukhari, (Beirut: Dār Ṭowq al Najat, 1st Edition, 1422), Ḥadith: 3535.

[6]۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی الزین الشریف، کتاب التعریفات، باب التاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول ۱۴۰۳ھ، ۵۸: ۱۔
Jurjani, ʻAli bin Muḥammad bin ʻAli al Zain al Sharif, Kitab al Ta'riyfat, (Beurit: Dar al Kutub al I'lmiyyah, 1403, 1st Edition), 1:58.

[7]۔ زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمرو بن احمد، جار اللہ، اساس البلاغۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، طبع اول ۱۴۱۹ھ، ۴۳۹: ۱۔
Zamakhshari, Abu al Qasim Muḥammad bin ʻUmarw bin Aḥmad, Jarullah, Asas al Balaghah, (Beurit: Dar al Kutub al I'lmiyyah, 1419, 1st Edition),1:493.

[8]۔ راغب اصفہانی، ابو القاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار العلم الدار الشامیۃ، دمشق بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۴۴۳: ۱۔
Raghib Asfahani, Abu al Qasim al Ḥusain bin Muḥammad, Al Mufradat fy Ghariyb al Qurān, (Damascus: Dar al ʻIlm al Dar al Shamiyyah,1412), 1:443.

[9]۔ ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، دار الکتاب الإسلامی، طبع دوم، ۲: ۱۱۔
Ibn Nujaym, Zain al Din bin Ibrahim, al Miṣri, al Bahar al Ra'iq Sharah Kanz al Daqa'iq, (Dar al Kitab al Islami, 2nd Edition), 2:11.

[10]۔ گیلانی، سید مناظر احسن، اسلامی معاشیات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، اشاعت ۲۰۰۷، ص: ۳۰۷۔
Gylaniy, Sayed Manazar Aḥsan, Islamiy Ma'ashiyat, (Lahore: Sang Miyl Publications,2007), p:307.

[11]۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن: ۴۴۳۔

Al Mufradat fi Ghariyb al Qurān, 1:443.

[12]۔امجدی، مفتی جلال الدین، فتاوی فیض الرسول، شبیر برادرز اردو بازار لاہور، اشاعت ۱۹۹۳ء، ۲:۶۰۰۔

Amjadiy, Muftiy, Jalal al Din, Fataway Fayḍ al Rasuwl, (Lahore: Shabbiyr Brothers 1993), 2:600.

[13]۔ سبکی، تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین، الأشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء، ۵۴:۱۔

Subaky, Taj al Din A'bdul Wahhab bin Taqiy al Din, Al Ashbah wal Naza'ir, (Dar al Kutub al I'lmiyyah, 1st Edition, 1991), 1:54.

[14]۔آپ ۹۷۰ھ میں پیدا ہوئے آپ اپنے وقت کے عظیم فقیہ اور اصولی تھے آپ کی تصانیف میں سے شرح منار الانوار فی اصول الفقہ، البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق، الاشباہ والنظائر، التحفۃ المرضیۃ فی الاراضی المصریۃ، الفتاوی الزینیۃ مشہور ہیں۔ (معجم المولفین، ۴: ۱۹۲)

Mu'jam al Muw'llafiyn, 4:192.

[15]۔ ابن نجیم، زین الدین بن إبراہیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، ۲:۱۱۔

Miṣry, Zayn al Din bin Aibrahiym al Ma'ruwf b Ibn Nujaym, al Bahar al Aa'iq Sharah Kanz al Daqa'iq, (Dar al Kitab al Islami, 2nd Edition), 2:11.

[16]۔سرخسی، شمس الائمۃ محمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط، دار المعرفۃ بیروت، بدون طبعۃ، تاریخ النشر ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، ۱:۱۰۲۔

Sarakhsiy, Muḥammad bin Aḥmad bin aby Sahal, Al Mabsuwt, (Beurit: Dar al Ma'rifah,1993/1414), 1:102.

[17]۔حنبل، احمد بن حنبل، مسند، مسند جابر بن عبد اللہ، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء، حدیث: ۱۴۸۰۰، ۱۰۹:۲۳۔

Aḥmad bin Ḥanbal, Al Musnad, (Beirut: Mua'ssasat al Risalah, 2001, 1st Edition), Ḥadith:14800, 23:109.

[18]۔ایضاً، مسند ابی ہریرہ، حدیث: ۷۹۰۵، ۱۳: ۲۸۲۔

Ibid., Ḥadith: 7905, 13:282.

[19]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، ط ندارد، حدیث: ۴۰۳۱۔

Abu Dawood , Sulayman bin Ash'ath, Sunan abi Dawood, (Beurit: Al Maktabah Al A'sriyyah), Ḥadith: 4031.

[20]۔ دہلوی، عبد الحق، اشعۃ للمعات، مترجم محمد عبد الحکیم شرف قادری، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، ط ثانی، ۲۰۰۲ء، ۵:۵۷۷۔

Dihlawiy, A'bdul Ḥaq, Ash''ah al Lam''at, (Lahore: Fariyd Book Stall, 2nd Edition, 2002), 5:577.

[21]۔ سعیدی، غلام رسول، نعم الباری شرح صحیح البخاری، ضیا القران پبلی کیشنز کراچی، ط دوم، ۲۰۱۴ء، ۳۸۷:۱۲۔

Sa'iydiy, Ghulam Rasuwl, Na'iym al Bariy Sharah Ṣahiyḥ al Bukhariy, (Ḍiya' al Qurān Publications, 2nd Edition, 2014), 12:387.

[22]۔ شمس الدین، احمد، قانون شریعت، زاویہ پبلشرز، داتا دربار مارکیٹ لاہور، ط ن۔م، اشاعت ۲۰۰۷ء، ۴۲۶:۲۔

Shams al Din, Aḥmad, Qanuwn Shariy'at, (Lahore: Zawiyah Publishers, 2007), 2:426.,

[23]۔۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے علوم شرعیہ شاہ اسحٰق دہلوی سے حاصل کیے متعدد حج کیے صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ کی اردو شرح مشکوۃ" مظاہر حق " مشہور خلائق ہے۔ ستر سال کی عمر پائی اور ۱۲۸۹ھ میں وفات پائی۔ (دیکھئے حدائق الحنفیہ، ص: ۵۰۵)

Ḥada'eq al Ḥanafiyyah, p:505.

[24]۔ دہلوی، محمد نواب قطب الدین خان، مظاہر حق، مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور، ط ندارد، ۱۸۵:۴۔

Dihlawi, Muḥammad Nawab Qutb al Din Khan, Maẓahir Ḥaq, (Lahore: Maktabah Al Ilm), 4:185.

[25]۔ سورۃ الاحزاب، ۲۱۔

Surah Al Aḥzab, 21.

[26] ۔ بیہقی، ابو بکر احمد ابن حسین ابن علی، الزہد الکبیر للبیہقی، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۶ء، حدیث: ۲۰۷، ۱: ۱۱۸۔

تبریزی، محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، المکتب الاسلامی بیروت، طبع سوم، ۱۴۰۵ھ، حدیث: ۱۶۶۔

Bayhaqi, Abu Bakar Aḥmad bin Ḥusayn bin A'liy, Al Zuhad al Kabiyr, (Beurit: Mua'ssasah al Kutub al Thaqafiyyah, 3rd Edition, 1996), Ḥadith: 2071:118.

Tabrayzi, Muḥammad bin ʻAbdullah al Khatiyb, Mishkah al Masabiyh, (Beurit: Al Maktab al Islamiy, 3rd Edition, 1405), Ḥadith: 166.

[27] ۔ ہندی، علی بن حسام الدین ابن قاضی خان، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، طبع پنجم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ۱۵: ۷۸۶۔

Ḥindiy, ʻAli bin Ḥussam al Din ibn Qaḍiy Khan al Qadry, Kanz al U'mmal, (Beurit: Mo'essasah al Risalah, 5th Edition, 1981/1401), 15:786.

[28] ۔ رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ، کتاب الفتاوی، زمزم پبلشرز کراچی، اشاعت ۲۰۰۸ء، ط ندارد، ۶: ۹۵۔

Raḥmaniy, Mawlana Khalid Sayfullah, Kitab al Fataway, (Karachi: Zam Zam Publishers, 2008), 6:95.

[29] ۔ لاجپوری، مفتی سید عبدالرحیم، فتاوی رحیمیہ، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، اشاعت ۲۰۰۳ء، ط ندارد، ۹۷: ۱۰۔

Lajpuriy, Mufti Sayid ʻAbdur Raḥiym, Fataway Raḥiymiyyah, (Karachi: Darul Aishaʻat, 2003), 10:97.

[30] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، حدیث: ۶۴۰۸۔

Muḥammad bin Ismaʼyl Bukhari, Ṣaḥiḥ Bukhari, Ḥadith: 6408.

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ باب فضل مجالس الذکر، حدیث: ۲۶۸۹۔

Muslim bin Ḥajjaj, Ṣahiḥ Muslim, Ḥadith: 2689.

[31] ۔ قاری، ملا علی، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ ملتان، ط ن۔ م، ۸: ۲۵۵۔

Qari,Mulla ʻAli, Mirqah al Mafatiyḥ, (Multan: Maktabah Imdadiyyah)8:255.

[32] ۔ نسائی، عبدالرحمٰن بن شعیب، سنن نسائی، حدیث: ۵۴۰۰۔

Nasa'iy, ʻAbdul Raḥman bin Shu'ayb, Sunan al Nasa'iy, Ḥadith: 5400.

[33] ۔ آپ عظیم شافعی فقیہ ہیں۔ تفسیر، لغت، حدیث، فقہ، اسماء الرجال، حدیث سے متعلقہ علوم اور دیگر فنون میں آپ کی نظیر کوئی نہ تھا کثیر الملازمت تھے ورع و تقوی میں بھی آپ کی مثل کوئی نہ تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کے جنازے میں اژدھام کثیر تھا آپ کی تصانیف میں سے شرح مشکل الوسیط للغزالی فی فروع الفقہ الشافعی، الفتاوی، علوم الحدیث، معرفۃ المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال، وطبقات الشافعیۃ مشہور ہیں لیکن سب سے زیادہ شہرت آپ کی کتاب مقدمہ ابن الصلاح کو ملی جو اصول حدیث میں اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ (دیکھئے طبقات الشافعیین، ۱: ۸۵۷)

Tabqat al Shaf'iyyin, 1:857.

[34] ۔ ابن صلاح، تقی الدین عثمان بن عبدالرحمٰن، فتاوی ابن الصلاح، مکتبۃ العلوم والحکم عالم الکتب بیروت، طبع اول، ۱۴۰۷ھ، ۲: ۴۷۳۔

Ibn Ṣalaḥ, Abu A'mrw U'thman bin A'bdul Rahman, Fataway ibn al Ṣalah, (Beurit: Maktabah al ʻUluwm wal Ḥikam, 1st Edition, 1407), 2:473.

[35] ۔ اعظمی، مولانا امجد علی، بہارِ شریعت، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، اشاعت ۱۹۹۶ء، ط ندارد، ۶۶: ۱۔

ʻAazamiy, Muwlana Amjad ʻAliy, Bahar Shariyʻat, (Lahore: Shabbiyr Brothers, 1996), 1:66.

[36] ۔ بریلوی، احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور، اشاعت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء، ط ندارد، ۲۴: ۵۰-۵۴۸۔

Baraylawi, Aḥmad Raẓa Khan, Fatawa Riẓviyyah, (Raẓa Foundation, 2003), 24:548-50.

37۔ ایضاً، ۲۴: ۵۴۹۔

Ibid., 24:549.

38۔ اعظمی، مولانا امجد علی، بہار شریعت، ۷۶۲:۱۔

'Aazamiy, Muwlana Amjad 'Aliy, Bahar Shariy'at, 1:762.

39۔ بریلوی، احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، ۱۴: ۲۶۹۔

Baraylawiy, Aḥmad Raẓa Khan, Fataway Riẓviyyah, 14:269.

40۔ ایضاً، ۱۵: ۱۶۳۔

Ibid., 15:163.

41۔ قادری، محمد الیاس، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، مکتبۃ المدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی، ط ندارد، ص: ۲۱۔

Qadri, Muḥammad Ilyas, Kufriyyah Kalimat k Bary me Sawal Jawab, (Karachi: Maktabah al Madinah, Purani Sabzi Mandi), p:21.

42۔ شیخ جلال الدین کبیر اولیائے چشتی کی اولاد میں سے ہیں علوم عقلیہ و علوم نقلیہ اور فقہ و اصول میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے علم تفسیر و کلام اور تصوف میں ید طولی حاصل تھا شاہ عبدالعزیز آپ کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے مرزا مظہر جانجاناں سے بیعت ہوئے جو کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے دن خدا نے پوچھا کہ میرے لیے کیا لائے ہو تو میں ثناء اللہ کو پیش کروں گا۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ ہیں آپ کی تفسیر مظہری مشہور خلائق ہے۔ (دیکھئے حدائق الحنفیہ، ص: ۴۸۴)

Ḥada'eq al Ḥanafiyyah, p:484.

43۔ پانی پتی، قاضی ثناء اللہ، مالابدمنہ، مترجم کفیل الرحمٰن، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ص: ۱۳۲۔

Pani Patti, Qaẓi Ṣana' Ullah, Ma La Budda Minhw, (Tranlated by: Kafiyl al Raḥman), p:132.

44۔ ابن حجر، شیخ شہاب الدین احمد، الزواجر عن اقتراف الکبائر، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ۱: ۲۹۸۔

Ibn Ḥajar, Shaykh Shahab al Din Aḥmad, Al Zawajir 'an Iqtaraf al Kaba'ir, (Beurit: Al Maktaba al 'Aṣariyyah 1999/1420), 1:298.

45۔ لاجپوری، مفتی سید عبدالرحیم، فتاوی رحیمیہ، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، اشاعت ۲۰۰۳ء، ط ندارد، ۱۶۱: ۱۰۔

Lajpuri, Mufti Sayid 'Abdur Raḥiim, Fatawa Raḥiymiyyah, 10:161

46۔ اعظمی، مولانا امجد علی، بہارِ شریعت، ۱: ۳۴۱۔

'Azami, Muwlana Amjad 'Ali, Bahar Shariy'at, 1:341.

47۔ ابن حجر، شیخ شہاب الدین احمد، الزواجر عن اقتراف الکبائر، ۱: ۲۵۔

Ibn Ḥajar, Shaykh Shahab al Din Aḥmad, Al Zawajir 'an Iqtaraf al Kaba'ir,1:25.

48۔ لاجپوری، مفتی سید عبدالرحیم، فتاوی رحیمیہ، ۱۰: ۱۵۶۔

Lajpuri, Mufti Sayid 'Abdur Raḥim, Fatawa Raḥiymiyyah, 10:156.

49۔ آپ فقیہ اور اصولی تھے ۱۱۹۸ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے اور ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ کو اسی شہر میں وفات پائی کثیر التصانیف بزرگ ہیں جن میں سے رد المحتار علی الدر المختار علی تنویر الابصار، عقود اللآلی فی الاسانید العوالی، العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، حاشیۃ نسمات الاسحار علی شرح افاضۃ مشہور ہیں۔ (دیکھئے معجم المولفین، ۹: ۷۷)

Mu'jam al Muw'llafiyn, 9:77.

50۔ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ۶: ۳۹۲۔

Ibn 'AbiyDin, Muḥammad A'min bin 'Umar bin 'Abdul 'Aziz, Radd al Muḥtar 'Ala

Al Durr al Mukhtar, (Beurit: Dar al Fikar, 1992), 6:392.

[51]۔ میر ٹھی، عاشق الٰہی، تذکرۃ الرشید، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، ط ندارد، اشاعت ۱۹۸۶ء، ۲۵۰:۲۔

Miyratthi, ʻAshiq Ilahiy, Tazkirah al Rasheed, (Lahore: Idarah Islamiyat, 1986), 2:250.

[52]۔ گنگوہی، مفتی محمود الحسن، فتاوی محمودیہ، کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی، اشاعت ۱۹۸۶ء، ط ندارد، ۱۸۶:۵۔

Gangowhi, Mufti Meḥmuwd al Ḥasan, (Karachi: Kutub Khana Mzahari, 1986), 5:186.

[53]۔ میر ٹھی، عاشق الٰہی، تذکرۃ الرشید، ۲۵۰:۲۔

Miyratthi, ʻAshiq Ilahi, Tazkirah al Rasheed, 2:250.

[54]۔ سورۃ آل عمران، ۱۳۹۔

Surah A'al ʻImran, 139.

[55]۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، کتاب الصوم، باب مایستحب من تعجیل الفطر، حدیث: ۲۳۵۳، ۳۰۵:۲۔

Abi Dawood , Sulayman bin Ash'ath, Sunan abi Dawood, Ḥadith: 2353, 2:305.

[56]۔ اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد، کلیات اقبال، ص: ۳۵۱۔

ʻAllamah Dr. Muḥammad Iqbal, Kuliyat Iqbal, p:351.